فقہ اسلامی کے ماخذ

سوال: فقہ سے کیا مراد ہے؟ اس کی تعریف کیجئے۔

جواب

فقہ کی تعریف

فقہ کیا ہے؟ مختلف فقہائے کرامؒ نے اس کی مختلف تعریفیں کی ہیں۔ چند تعریفات حسب ذیل ہیں:

امام اعظم ابوحنیفہؒ:

امام اعظم ابوحنیفہؒ سے فقہ کی تعریف اس طرح منقول ہے کہ:

''نفس کا مالہا اور ماعلیہا کی معرفت حاصل کرنا فقہ ہے۔''

یعنی کسی نفس کا یہ معرفت حاصل کرنا کہ کیا چیز اس کے لئے اُخروی لحاظ سے نفع بخش ثابت ہوسکتی ہے اور کسی چیز کا اسے آخرت میں نقصان ہوگا۔ دوسری مراد یہ بھی ہوسکتی ہے کہ کسی نفس کا یہ معرفت حاصل کرنا کہ اس کے لئے کیا کچھ جائز ہے اور اس پر کیا کچھ واجب ہے۔ یہ مراد بھی ہوسکتی ہے کہ کسی نفس کا یہ معرفت حاصل کرنا کہ اس کے لئے کیا کچھ جائز اور اس پر کیا کچھ حرام ہے۔

ابوالخطاب محفوظ بن احمدؒ:

ابوالخطاب محفوظؒ بن احمد نے فقہ کی تعریف یہ کی ہے کہ:

''وہ مکلفین کے افعال کے شرعی احکام کا علم ہے، نہ کہ عقلی احکام کا۔''

ڈاکٹر مفید محمد ابوعمشہؒ:

ڈاکٹر مفید محمد ابوعمشہؒ نے ابوالخطاب محفوظ بن احمدؒ کی اس تعریف پر بحث کرتے ہوئے ''نہ کہ عقلی احکام کا'' کے الفاظ کو زائد ازضرورت قرار دیا ہے، البتہ انہوں نے ''ان کے تفصیلی دلائل کے ساتھ'' کے الفاظ زائد کرنے کی تجویز دی ہے۔ چنانچہ ان کے نزدیک فقہ کی تعریف یہ ہے کہ:

''وہ مکلفین کے افعال کے شرعی احکام کا ان کے تفصیلی دلائل کے ساتھ علم ہے۔''

مولانا مفتی محمد ابراہیم:

مولانا مفتی محمد ابراہیم نے فقہ کی تعریف ان الفاظ میں کی ہے کہ:

''فقہ اس ملکہ کو کہا جاتا ہے جس سے احکامِ شرعی کو معلوم کرلیا جائے۔''

مولانا جمیل احمد سکروڈی:

مولانا جمیل احمد سکروڈی نے فقہ کی تعریف اس طرح سے بیان کی ہے کہ:

"فقہ احکام شرعیہ فرعیہ کے اس علم کو کہتے ہیں جو احکام کے ادلہ مفصلہ سے حاصل ہو۔"

سوال: **فقہ اسلامی کے ماخذ کون کون سے ہیں؟ بیان کیجئے۔**

جواب

فقہ اسلامی کے ماخذ

فقہ اسلامی کے چار بنیادی ماخذ ہیں کہ جن کو شریعت اسلامیہ کے ماخذ، اسلامی قانون کے ماخذ یا مصادرِ شریعت بھی کہا جا سکتا ہے: قرآن حکیم، سنت رسول ﷺ، اجماع امت اور قیاس۔

قرآن حکیم:

قرآن حکیم فقہ اسلامی کا پہلا ماخذ و مصدر ہے اور یہ ماخذ اس حد تک قابل اعتبار ہے کہ اس کے ایک حرف میں بھی شک کی گنجائش موجود نہیں ہے۔ نہ اس میں تحریف اور تبدیلی ممکن ہے، نہ رحمت دو عالم ﷺ کی وفات کے بعد تنسیخ کا امکان باقی رہا ہے اور نہ ہی اسے بھلایا یا مٹایا جا سکتا ہے کیونکہ اس کی حفاظت کا ذمہ خود اللہ رب العزت نے لیا ہے۔

إِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَإِنَّا لَهُ لَحٰفِظُوْنَ .(15 الحجر 9)

بے شک ہم نے ہی اس ذکر کو نازل کیا ہے اور بے شک ہم خود ہی اس کی حفاظت کرنے والے ہیں۔

قرآن حکیم خود اپنے ماخذ ہونے کی طرف واضح اشارات کرتا ہے:

ذٰلِكَ الْكِتٰبُ لَا رَيْبَ فِيْهِ هُدًى لِّلْمُتَّقِيْنَ .(2 البقرہ 2)

یہ وہ کتاب ہے کہ اس میں کچھ شک نہیں ہے اور ڈرنے والوں کو راہ بتلاتی ہے۔

فَاحْكُمْ بَيْنَهُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ .(5المائدہ 48)

پس تو ان کے درمیان اس کے مطابق حکم کر کہ جو اللہ نے نازل کیا ہے۔

پھر حضور اکرم ﷺ اور صحابہ کرامؓ بھی قرآن حکیم کو شریعت اسلامیہ کا ماخذ اول قرار دیتے ہیں۔ حضور اکرم ﷺ نے جب حضرت معاذؓ بن جبل کو یمن کے گورنر کی حیثیت سے بھیجتے ہوئے سوال کیا کہ کس چیز سے فیصلے کرو گے؟ تو حضرت معاذؓ نے سب سے پہلے قرآن حکیم کا نام لیا اور حضور اکرم ﷺ نے حضرت معاذؓ کی اس رائے کو پسند فرمایا۔ خلفائے راشدین کا یہی طرز تھا کہ کسی بھی معاملہ کا فیصلہ کرتے وقت سب سے پہلے قرآن حکیم کی طرف رجوع کرتے ہیں۔

قرآنی اصول:

ماخذِ فقہ ہونے کی حیثیت سے قرآن حکیم نے تین اصولوں کو مدنظر رکھا ہے: عدم حرج، قلت تکلیف اور تدریج۔

1- عدم حرج: قوانین اسلامی میں سے کوئی بھی ایسا قانون یا اصول نہیں ہے کہ جس پر عمل لوگوں کے لئے ناممکن ہو۔ اسلام لوگوں کے لئے آسانی پیدا کرتا ہے، نہ کہ تنگی اور مصیبت۔

2- قلت تکلیف: قرآن حکیم نے تمام قوانین انتہائی واضح اور آسان پیرائے میں بیان کئے ہیں تا کہ کسی کو سمجھنے میں دقت نہ ہو نیز احکامات نہایت محدود رکھے ہیں کہ ان سب پر عمل گراں نہ گزرے۔

3- تدریج: قرآن حکیم نے معاشرہ میں موجود برائیوں کا خاتمہ بڑی حکمت سے تدریج کے اصول کے مطابق کیا کیونکہ اچانک تبدیلی قبول کرنا معاشرہ کے لئے مشکل ہو جاتا۔

سنت رسول ﷺ:

قرآن حکیم کے بعد فقہ اسلامی کا دوسرا بڑا ماخذ حدیث نبوی ﷺ اور سنت رسول ﷺ ہے۔ اس میں حضور اکرم ﷺ کے اقوال،

آپ ﷺ کے افعال اور ایسے تمام کام شامل ہیں کہ جو آپ ﷺ کی موجودگی میں آپ ﷺ کے سامنے ہوئے ہوں اور آپ ﷺ نے ان سے منع نہ فرمایا ہو۔ قرآن حکیم میں اطاعت الٰہیہ کے ساتھ اطاعت رسول ﷺ کا بھی حکم دیا گیا ہے۔

وَ اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَ الرَّسُوْلَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ .(3 ال عمران 132)

اور اللہ اور رسول کی اطاعت کرو تا کہ تم پر رحم کیا جائے۔

اسی طرح (اطیعوا اللّٰہ و اطیعو الرسول) اور (اطیعو اللّٰہ و رسولہ) کے متفرق ارشادات قرآن حکیم میں کئی مقامات پر آئے ہیں جو کہ اطاعت الٰہیہ کے ساتھ ساتھ اطاعت محمدی ﷺ کو بھی لازم قرار دیتے ہیں۔

اسی طرح ارشاد فرمایا گیا ہے کہ:

قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِىْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ .(3 ال عمران 31)

آپ کہہ دیجئے کہ اگر تم اللہ سے محبت کرتے ہو تو میری پیروی کرو' اللہ تم سے محبت کرے گا۔

اس آیت مبارکہ میں اگر غور کیا جائے تو ایک بہت لطیف نکتہ سامنے آتا ہے کہ آیت مبارکہ میں یہ نہیں فرمایا گیا کہ اگر تم اللہ سے محبت کرتے ہو تو اللہ کی پیروی کرو بلکہ یہ فرمایا گیا کہ میری (حضور اکرم ﷺ کی) پیروی کرو' حالانکہ بظاہر محبت الٰہیہ کے ساتھ تو اللہ کی پیروی کا ذکر ہی مناسب محسوس ہوتا ہے۔ اس میں ایک لطیف سا نکتہ یہ محسوس ہوتا ہے کہ اصل مفہوم کچھ اس طرح سے ہے کہ او اللہ کے بندو! اگر تم اللہ سے محبت کرتے ہو تو اللہ سے محبت کی بناء پر تم اللہ کے احکام پر تو ظاہر ہے کہ عمل کرو گے ہی لیکن او اللہ کے بندو! اتنا ہی کافی نہیں ہے۔ اگر تم یہ چاہتے ہو کہ تمہاری محبت کے جواب میں اللہ بھی تم سے محبت کرے تو اس کے لئے تم اللہ رب العزت کے احکام کی اتباع کے ساتھ ساتھ میری پیروی بھی کرو تب اللہ بھی تم سے محبت کرے گا۔ اگر صرف اللہ کے احکام کی پیروی کرو گے اور میرے احکام کو سند تسلیم نہ کرو گے تو جواب میں اللہ کی محبت حاصل نہ کر سکو گے۔

خود حضور اکرم ﷺ نے قرآن حکیم کے ساتھ ساتھ اپنی سنت کو ماخذ شریعت قرار دیا ہے' چنانچہ بخاری شریف میں روایت ہے کہ:

''میں تمہارے درمیان دو چیزیں چھوڑ چلا ہوں' جب تک تم انہیں تھامے رہو گے گمراہ نہیں ہو گے: وہ اللہ کی کتاب اور میری سنت ہے۔''

اجماع امت:

اجماع فقہ اسلامی کا تیسرا بنیادی ماخذ ہے اور جمہور اہلسنت اسے تسلیم کرتے ہیں۔ اس کا مفہوم یہ ہے کہ حضور اکرم ﷺ کے بعد کسی زمانہ میں کسی حکم شرعی پر مسلمان مجتہدین کا اتفاق ہو جانا۔ قرآن حکیم نے رسول اکرم ﷺ کی مخالفت کرنے والے اور مؤمنین کے راستے کو چھوڑ کر کسی اور راستے پر چلنے والے کے لئے کہا ہے کہ اسے جہنم میں ڈال دیا جائے گا۔

وَ مَنْ يُّشَاقِقِ الرَّسُوْلَ مِنْۢ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُ الْهُدٰى وَ يَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيْلِ الْمُؤْمِنِيْنَ نُوَلِّهٖ مَا تَوَلّٰى وَ نُصْلِهٖ جَهَنَّمَ ؕ وَ سَآءَتْ مَصِيْرًا .(4 النساء 115)

اور جو کوئی ہدایت کے اس پر واضح ہو جانے کے بعد رسول کی مخالفت کرے اور مؤمنوں کے رستے کے سوا (کسی اور رستے) کی پیروی کرے تو ہم اسے ادھر ہی پھیر دیں گے جدھر وہ خود پھر گیا اور ہم اسے جہنم میں ڈالیں گے اور وہ برا ٹھکانہ ہے۔

اقسام اجماع:

اجماع کی چار قسمیں ہیں:

1-اجماع صحابہؓ بالصراحت: تمام صحابہ کرامؓ کا کسی مسئلہ پر بحث کے بعد اتفاق ہو جانا۔ اس کا حکم یہ ہے کہ یہ کتاب اللہ کی آیت کی طرح

حجت ہے' اگر چہ مرتبہ میں اس سے بدرجہا کم ہے۔اس کا انکار بھی آیت قرآنی کے انکار کی طرح کفر ہے۔

2-اجماع صحابہؓ سکوتی: جس پر کسی صحابیؓ نے یا بعض صحابہ کرامؓ نے فتویٰ دیا ہو اور باقی صحابہؓ نے سکوت فرمایا ہو' کیونکہ غلط بات پر صحابہ کرامؓ سکوت نہیں فرما سکتے۔ یہ حدیث متواتر کی طرح ہے' اس پر عمل واجب ہے اور یہ یقین کا فائدہ دیتا ہے لیکن اس کا انکار کفر نہیں ہے۔

3-اجماع تابعینؒ: کسی ایسے مسئلہ میں کہ جس میں صحابہ کرامؓ میں سے کسی کا قول بھی موجود نہ ہو' تابعینؒ کا اجماع۔ یہ حدیث مشہور کی طرح ہے' اس پر بھی عمل واجب ہے لیکن اس میں یقین کا فائدہ نہیں ہے' ظن کا پہلو موجود ہے۔

4-اجماع متاخرین: سلف کے اقوال میں سے کسی کے قول پر اتفاق۔ یہ مثل آحاد کے ہے۔ آحاد کی طرح اس کو بھی قیاس پر ترجیح ہوگی۔

قیاس:

دلائل شرعیہ اصلیہ یعنی قرآن' سنت اور اجماع امت میں سے کسی علت مشترکہ کی بناء پر کسی ایسے مسئلہ کا استنباط کرنا جس کے متعلق واضح حکم دلائل ثلاثہ میں موجود نہ ہو' قیاس کہلاتا ہے۔ یہ شریعت اسلامیہ کا چوتھا ماخذ ہے۔ اس کا ثبوت بھی قرآن وسنت میں موجود ہے۔

وَ تِلْکَ الْاَمْثَالُ نَضْرِبُهَا لِلنَّاسِ ۚ وَ مَا یَعْقِلُهَاۤ اِلَّا الْعٰلِمُوْنَ .(29 العنکبوت 43)

یہ مثالیں ہم لوگوں کے لئے دیتے ہیں اور ان کو اہلِ علم ہی سمجھتے ہیں۔

یہاں علماء سے مراد ظاہر ہے کہ علماء مجتہدین ہی ہیں۔ دوسرے مقام پر ارشاد فرمایا کہ:

فَسْـَٔلُوْۤا اَهْلَ الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ .(16 النحل 43)

اگر تم نہیں جانتے تو اہل ذکر سے پوچھ لو۔

حضور اکرم ﷺ نے خود بھی بعض مواقع پر قیاس اور اجتہاد سے کام لیا ہے جو کہ قیاس کے صحیح ہونے کی واضح دلیل ہے۔

شرائط قیاس:

فقہاء نے قیاس کے صحیح ہونے کے لئے پانچ شرطیں مقرر کی ہیں:

1- نص کے مقابلہ میں نہ ہو۔
2- احکام میں اس سے کسی قسم کا تغیر و تبدل نہ ہوتا ہو۔
3- علت قیاس غیر معقول اور مبہم نہ ہو۔
4- تعلیل کسی شرعی حکم کے لئے واقع ہو نہ کہ امر لغوی کے لئے۔
5- فرع کا حکم پہلے سے کسی نص سے ثابت نہ ہو۔

ارکانِ قیاس:

ارکانِ قیاس چار چیزیں ہیں:

1-اصل: دلائل شرعیہ ثلاثہ میں سے وہ دلیل جس سے استنباط کیا جا رہا ہو۔

2-فرع: اس مسئلہ کو کہا جاتا ہے کہ جس کا حکم دلائل شرعیہ ثلاثہ سے نہ ملے اور اسے ان میں سے استنباط کیا جا رہا ہو۔

3-علت: اس قدر مشترک کو کہا جاتا ہے کہ جس کی بناء پر اصل سے فرع پر حکم لگایا جاتا ہے۔

4- علم: اس فتویٰ یا فیصلہ کو کہتے ہیں کہ جو اصل پر قیاس کرتے ہوئے فرع کے لئے نافذ العمل قرار دیا جائے۔

ایک اجتماعی نظر:

قرآن حکیم میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اَطِیْعُوا اللّٰهَ وَ اَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ وَ اُولِی الْاَمْرِ مِنْكُمْ ج فَاِنْ تَنَازَعْتُمْ فِیْ شَیْءٍ فَرُدُّوْهُ اِلَى اللّٰهِ وَ الرَّسُوْلِ . (4النساء 59)

اے ایمان والو! اللہ کی اطاعت کرو اور رسول کی اطاعت کرو اور ان کی کہ جو تم میں سے صاحب امر ہوں، پھر اگر تمہارے درمیان کسی معاملہ میں نزاع ہو جائے تو اسے اللہ اور رسول کی طرف پھیر دو۔

اس آیت مبارکہ میں اگر غور کیا جائے تو ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ اس میں شریعت اسلامیہ کے چاروں ماخذ اشارۃً بیان کر دیئے گئے ہیں۔ (**اطیعو اللّٰہ**) کے لفظ میں قرآن حکیم کے ماخذ شریعت ہونے کی طرف اشارہ ہے (**اطیعو الرسول**) میں حدیث و سنت کے ماخذ شریعت ہونے کی طرف اشارہ ہے (**اولی الامر منکم**) میں اگر اہل علم مراد لئے جائیں تو اجماع امت کے ماخذ شریعت ہونے کی طرف اشارہ ہے اور آخر پر لفظ استعمال کئے گئے کہ (**فان تنازعتم فی شیءٍ فردوہ الی اللّٰہ و الرسول**) اب ان لفظوں پر غور کیجئے کہ تنازع کی صورت میں معاملہ کو اللہ اور رسول ﷺ کی طرف پھیرنے کا حکم دیا جا رہا ہے۔ اب اللہ اور رسول ﷺ کی اطاعت کا حکم تو پہلے ہی (**اطیعو اللّٰہ و اطیعوا الرسول**) میں دیا جا چکا تھا تو پھر اس اطاعت کے باوجود تنازع کی صورت پیش آ جانے پر (**فردوہ الی اللّٰہ و الرسول**) کہا جا رہا ہے۔ مراد یہ معلوم ہوتی ہے کہ اے مؤمنو! سب سے پہلے اللہ کریم کے واضح احکام جو قرآن حکیم سے معلوم ہوں، ان کی اطاعت کرو، پھر فرامین نبویہ ﷺ جو حدیث و سنت سے معلوم ہوں، ان کی اطاعت کرو، پھر اہل علم کے اجماع کو پیش نظر رکھو اور اگر یہ سب کر لینے کے باوجود تمہیں کسی مسئلہ میں واضح راہنمائی ان تینوں دلائل شرعیہ اصلیہ میں سے نہیں ملتی تو اب قرآن و سنت ہی کی طرف دوبارہ توجہ دو اور اس سے استنباط کرو اور قیاس و اجتہاد سے کام لو۔ (**فَرُدُّوْهُ الی اللّٰہ و الرَّسُوْل**) میں قرآن حکیم اور حدیث و سنت کی طرف مطلق توجہ کا امر نہیں ہوگا کیونکہ یہ امر تو پہلے ہی (**اَطِیْعُوا اللّٰہ وَ اَطِیْعُوا الرَّسُوْل**) میں آ چکا ہے، بلکہ یہاں قرآن و سنت سے استنباط کا امر ہوگا۔ واللہ اعلم بامر الکتابہ۔

☆☆☆☆☆